بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فیض علی صابر منیجر

(محمد افضل) (ایڈیٹر)

نمبر ۱۰ | قادیان دارالامان ۲۷ر مارچ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۷ر ذوالحجہ ہجری ۱۳۲۰ھ بروز جمعہ | جلد ۲

ڈائری

بقیہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بداثر قائم کرتا ہے تو پھر کس قدر بداثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قوائے کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے اسیطرح وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلان فلان اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر۔ اور جیسے اسے پرکھنے کا موقع ملتا ہے وہ دوسرے کو مل نہیں سکتا اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے ایک شخص کا ذکر ہے وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اول شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا غیر لوگوں سے بھی ملنے لگی خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو کہا کہ تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے یہ عادتیں جو شراب وغیرہ آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں +

مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۳ء

آج کی پانچوں نمازیں حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر ادا کیں ٭

سیر کتابوں کی اشاعت کے متعلق خلیفہ صاحب سے فرمایا کہ ان کی اشاعت کرو ایسا نہو کہ صندوقوں میں بند پڑی رہیں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ ان کتابوں کے جواب میں ایک گالیوں کا طومار لکھینگے کیونکہ جواب دینے کی توان میں طاقت نہیں ہوتی صرف گند ہی گند بولیں گے ہم نے تو نہایت نرم الفاظ میں لکھی ہیں مگر یہ بہتان لگائے بغیر نہ رہینگے۔ شاید ایک اور کتاب پھر اس کے جواب میں لکھنی پڑے دیانند کو اسلام کی خبر نہیں تھی مگر چونکہ اس نے کتابیں ناگری زبان میں لکھیں اس لئے لوگوں کو اس کی گندہ زبانی کی خبر نہیں ہوئی لیکھرام نے اردو میں لکھیں اس کی خبر سب کو ہوئی۔

میرا اصول ہے کہ جو شخص حکمت اور معرفت کی باتیں لکھنا چاہے وہ جوش سے کام نہ لیوے ورنہ اثر نہ ہوگا ہاں بعض امور حقہ برمحل عبارت میں لکھنے پڑتے ہیں مگر الحق مُرّ کا معاملہ ہو کر ہم اس میں مجبور ہو جاتے ہیں میرے خیال میں سناتن دہرم اور نسیم دعوت وغیرہ لاہور۔ بمبئی۔ کشمیر وغیرہ شہروں میں آریوں کے پاس ضرور روانہ کرنی چاہئیں اگر شائع نہ ہوں تو پھر وہی مثال ہے ع نہ بہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

امامت مسجد اور ختم ونذر وغیرہ ایک سوال پر فرمایا کہ خدا کے پاک کلام قرآن کو ناپاک باتوں سے ملا کر پڑھنا بے ادبی ہے وہ تو صرف روٹیوں کی غرض سے ملاں لوگ پڑھتے ہیں اس ملک کے لوگ ختم وغیرہ دیتے ہیں تو ملاں لوگ لمبی لمبی سورتیں پڑھتے ہیں کہ شوربا اور روٹی زیادہ ملے ولا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا یہ کفر ہے جو طریق آج کل پنجاب میں نماز کا ہے میرے نزدیک ہمیشہ سے اوس پر بھی اعتراض ہے۔ ملاں لوگ صرف مقررہ آدمیوں پر نظر کر کے جماعت کراتے ہیں ایسا امام شرعاً ناجائز ہے صحابہ میں کہیں نظیر نہیں ہے کہ اس طرح اجرت پر امامت کرائی ہو پھر اگر کسیکو مسجد سے نکالا جاوے تو چیف کورٹ تک مقدمہ چلتا ہے یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک ملا نے نماز جنازہ کی ۶ یا ۷ تکبیریں کہیں لوگوں نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ کام روزمرہ کے محاورہ سے یاد رہتا ہے کبھی سال میں ایک آدمی مرتا ہے تو کیسے یاد رہے۔ جب مجھے یہ بات بھول جاتی ہے کہ کوئی مرا بھی کرتا ہے تو اس وقت کوئی میت ہوتی ہے اسیطرح ایک ملا یہاں آکر رہا ہمارے میرزا صاحب نے اسے محلے تقسیم کر دئے ایک دن وہ روتا ہوا آیا کہ مجھے جو محلہ دیا ہے اس کے آدمیوں کے قد چھوٹے ہیں اس لئے اونکے مرنے پر جو کپڑا ملیگا اس سے چادر بھی نہ بنیگی اس وقت ان لوگوں کی حالت بہت ردی ہے صوفی لکھتے ہیں کہ مردہ کا مال کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے

مولود خوانی ایک شخص نے مولود خوانی پر سوال کیا فرمایا کہ

آنحضرت کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود خدا نے بھی انبیاء کے تذکرے کی ترغیب دی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ایسے بدعات ملجاویں جن سے توحید میں خلل واقع ہو تو وہ جائز نہیں خدا کی شان خدا کے ساتھ اور نبی کی شان نبی کے ساتھ رکھو آجکل کے مولوؤں میں بدعت کے الفاظ زیادہ ہوتے ہیں اور وہ بدعات خدا کے منشاء کے خلاف ہیں اگر بدعات نہ ہوں تو پھر تو وہ ایک وعظ ہے آنحضرۃ کی بعثت پیدائش اور وفات کا ذکر ہو تو موجب ثواب ہے۔ ہم مجاز نہیں ہیں کہ اپنی شریعت یا کتاب بنالیویں بعض ملا اس میں غلو کر کے کہتے ہیں کہ مولود خوانی حرام ہے اگر حرام ہے تو پھر کس کی پیروی کروگے کیونکہ جسکا ذکر زیادہ ہو اس سے محبت بڑھتی ہے اور پیدا ہوتی ہے مولود کیوقت کھڑا ہونا جائز نہیں ان اندھوں کو اس باتکا علم ہی کب ہوتا ہے کہ آنحضرت کی روح آگئی ہے بلکہ ان مجلسوں میں تو طرح طرح کی بدطینت اور بدمعاش لوگ ہوتے ہیں وہاں آپکی روح کیسے آسکتی ہے اور یہ کہاں لکھا ہے کہ روح آتی ہے

ولا تقف ما لیس لک بہ علم

وہابی اور مشرک دونوں گمراہ ہیں امت وسط ہونا چاہیے

دونوں طرف کی رعایت رکھنی چاہیے جب تک وہابی جو کہ آنحضرۃ کی عظمت نہیں سمجھتا وہ بھی خدا سے دور ہے انہوں نے بھی دین کو خراب کردیا ہے جب کسی نبی ولی کا ذکر آجاوے تو چلا اُٹھتے ہیں کہ ان کو ہم پر کیا فضیلت ہے انہوں نے انبیا کے خوارق سے کچھ فائدہ اُٹھانا نہیں چاہا۔ دوسرے فرقے نے شرک اختیار کیا حتیٰ کہ قبروں کو سجدہ کیا اور اس طرح اپنا ایمان ضائع کیا۔ ہم نہیں کہتے کہ انبیاء کی پرستش کرو بلکہ سوچو اور سمجھو.... خدا بارش بھیجتا ہے۔ ہم تو اس پر قادر نہیں ہوتے مگر بارش کے بعد کسی سرسبزی اور شادابی نظر آتی ہے اسیطرح انبیاء کا وجود بھی بارش ہے۔ پھر دیکھو کہ کوڑی اور موتی دونوں دریا ہی سے نکلتے ہیں۔ پتھر اور ہیرا بھی ایک ہی پہاڑ سے نکلتا ہے مگر سب کی قیمت الگ الگ ہوتی ہے اسیطرح خدا نے مختلف وجود بنائے ہیں انبیاء کا وجود اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور خدا کی محبت سے بھرا ہوا اس کو اپنے جیسا سمجھ لینا اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا۔ بلکہ خدا نے تو وعدہ کیا ہے کہ جو اس سے محبت کرتا ہے وہ انہی میں سے شمار ہوگا آنحضرۃ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بہشت میں ایک ایسا مقام عطا ہوگا جس میں صرف میں ہی ہونگا ایک صحابی رو پڑا کہ حضور مجھے جو آپسے محبت ہے میں کہاں ہوگا آپ نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ ہوگا۔ پس سچی محبت سے کام نکلتا ہے ایک مشرک ہرگز سچی محبت نہیں رکھتا۔ میں نے جہاں تک دیکھا ہے وہابیوں میں تیزی اور چالاکی ہوتی ہے خاکساری اور انکساری تو ان کے نصیب نہیں ہوتی یہ ایک طرح سے مسلمانوں کے آریہ ہیں وہ بھی الہام کے منکر یہ بھی منکر۔ جب تک انسان براہ راست یقین حاصل نہ کرے قصص کے رنگ میں ہرگز خدا تک پہنچ نہیں سکتا جو شخص خدا پر پورا ایمان رکھتا ہے ضرور ہے کہ اس پر کچھ تو خدا کا رنگ آجاوے۔

دوسرے گروہ میں سوائے قبر پرستی اور پیر پرستی کے کچھ روح باقی نہیں رہی انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ خدا نے امت وسط کہا تھا وسط سے مراد میانہ رو اور وہ دونوں گروہ نے چھوڑ دیا ہے پھر خدا فرماتا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔ کیا آنحضرۃ نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑہا تھا اگر آپ نے ایک روٹی پر پڑہا ہوتا تو ہم ہزار پر پڑھتے۔ ہاں آنحضرت نے ایک دفعہ خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور آپ اس پر روئے بھی تھے۔ جب یہ آیت آئی کنت علیہم شہیدا آپ روئے اور فرمایا کہ بس کر میں آگے نہیں سن سکتا آپ کو اپنے گواہ گذرنے پر خیال گذرا ہوگا ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن سنیں۔ آنحضرت نے ہر ایک کام کا نمونہ دکھلا دیا ہے وہ ہمیں کرنا چاہیے۔ سچے مومن کے واسطے کافی ہے کہ دیکھ لیوے کہ یہ کام آنحضرت نے کیا ہے کہ نہیں اگر نہیں کیا تو کرنیکا حکم دیا ہے کہ نہیں۔ حضرت ابراہیم ع آپکے جد امجد تھے اور قابل تعظیم تھے کیا وجہ کہ آپ نے انکا مولود نہ کروایا (اس سے مراد یہ ہے کہ مولود بطور رسم و عادات کے نہ ہو اور نہ بدعت کے رنگ میں ہو۔ صرف ذکر کے طور پر جیسے اوپر بیان ہوا ہو تو قابل حرج نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

اشعار اور نظم

اشعار اور نظم پر سوال ہوا تو فرمایا کہ نظم تو ہماری مجلس میں بھی سنائی جاتی ہے آنحضرۃ نے بھی ایک دفعہ ایک شخص.... خوش الحان کی تعریف سنکر اس سے چند ایک اشعار سنے پھر فرمایا کہ رحمک اللہ یہ لفظ آپ جسے کہتے تھے وہ جلد شہید ہی ہو جاتا چنانچہ وہ بھی میدان میں جاتے ہی شہید ہو گیا۔ ایک صحابی نے آنحضرت کے بعد مسجد میں شعر پڑھے حضرۃ عمر نے روکا کہ مسجد میں مت پڑھو وہ غصہ میں آ گیا اور کہا کہ تو کون ہے کہ مجھے روکتا ہے میں نے اسی جگہ اور اسی مسجد میں آنحضرت کے سامنے اشعار پڑھے تھے اور آپ نے مجھے منع نہ کیا حضرۃ عمر خاموش ہو گئے۔

ایک شخص کا اعتراض پیش ہوا کہ میرزا صاحب شعر کہتے ہیں فرمایا آنحضرت نے بھی خود شعر پڑھے ہیں پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت کے کل صحابی شاعر تھے۔ حضرۃ عائشہ۔ امام حسن اور امام حسین کے قصائد مشہور ہیں۔ حسان بن ثابت نے آنحضرت کی وفات پر قصیدہ لکھا ہے۔

سید عبد القادر صاحب نے بھی قصائد لکھے ہیں کسی صحابی کا ثبوت نہ دیکوگے کہ اس نے تھوڑا یا بہت شعر نکہا ہو مگر آنحضرت نے کسیکو منع نفرمایا قرآن کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔

ایک نے عرض کی کہ سورہ شعراء میں آخر پر شاعروں کی مذمت کی ہے۔

فرمایا کہ وہ مقام پڑھو وہاں خدا نے فسق و فجور کرنے والوں شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثنا کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے۔ یرمیاہ سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں توریت میں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں ہے ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔

ہمیں خود الہام ہوتے ہیں بعض ان میں سے مقفےٰ اور بعض شعروں میں ہوتے ہیں فقط

قبل از عشاء

تعبیر رویا۔ کتے سے مراد ایک طماع آدمی جو کہ تھوڑی سی بات پر راضی اور تھوڑی سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں اور بندر سے مراد ایک مسخ شدہ آدمی ہے۔

مسخ

مفسرین سے یہ بات ثابت نہیں ہو کہ مسخ شدہ یہود پر پشم بھی پیدا ہو گئی تھی اور ان کی دم بھی نکل آئی تھی بلکہ ان کے عادات مثل بندروں کے ہو گئے تھے اس وقت بھی امت مثل یہود کے ہو گئی ہے اس سے مراد یہی ہے؟ کہ ان کی خصلت ان میں آگئی ہے کہ مامور کا انکار کرتے ہیں۔

کسر صلیب پر فرمایا کہ اب ایک ہوا چل پڑی ہے جیسے ہمارے دلوں میں ڈالا ہے کہ مسیح مر گیا ویسے ہی اب ان کے (اہل یورپ و امریکہ کے) لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہے اخبار اور رسالے نکلتے ہیں اور مسیح کی امید لگ رہی ہے سب پکار رہے ہیں کہ یہی زمانہ ہے

تعبیر رویا۔ دانت کی داڑھ نکلکر اگر کانچ کی نظر آوے تو خطرناک ہوا کرتی ہے۔ دانت اگر ٹوٹ کر ہاتھ میں رہے تو عمدہ ہے۔

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب پھر سول اخبار کا لغیہ مضمون سنانے رہے جس میں اسلامی عورتوں کا ذکر تھا۔ اس پر حضرۃ نے فرمایا کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی عورتیں صالحات میں نہ ہوں گو تھوڑی ہوں مگر ہوں گی ضرور جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ آپ صالح بنے ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہوکر

بتلا سکتی ہو کہ تجھ مین فلان فلان عیب ہین تو پھر عورت کیا خدا سے ڈریگی - جب تقوی نہ ہو تو ایسی حالت مین اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی اس لیئے چاہئیے کہ سب توبہ کرین اور عورتون کو اپنا اچھا نمونہ دکھلا دین عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیان اُس سے پوشیدہ نہین رکھ سکتا نیز عورتین چھپی ہوئی دانا ہوتی ہین یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ رحمق ہین وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثرون کو حاصل کرتی ہین جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اُس سے بھی ڈریگی اور خدا سے بھی -

ایسا نمونہ دکھانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا مین نہین ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنیوالا ہے - جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاویگا تو ممکن نہین کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے - سب انبیا اون اولیا ؤن کی عورتین نیک تہین اس لیئے کہ اون پر نیک اثر پڑتے تھے - جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہین تو ان کی عورتین بھی ویسی ہی ہوتی ہین ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ مین تہجد پڑہون - خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑہتی ہی -

الرجال قوامون علی النسا اسی لیئے کہا ہے کہ عورتین خاوندون سے متاثر ہوتی ہین جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقوی بڑہاویگا کچھ حصہ اس سے عورتین ضرور لینگی ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لینگی ✤

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

سیر | بعض احباب نے اپنے اپنے رویا سنائے آپنے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اس کی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے ✤

رویا و الہام | رات کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت مین سے گھوڑے پر سے گر پڑا پھر آنکھ کھل گئی سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کرین قیاسی طور پر جو بات اقرب ہووے لگائی جا سکتی ہے کہ اس اثنا مین غنودگی غالب ہوئی اور الہام ہوا " استقامت مین فرق آگیا " ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو مین تبلایا نہین کرتا میرا کام دعا کرنا ہے -

سود اور ایمان | ایک نے سوال کیا کہ ضرورت پر سودی روپیہ لیکر تجارت وغیرہ کرنیکا کیا حکم ہے فرمایا حرام ہے ہان اگر کسی دوست اور تعارف کی جگہ سے روپیہ لیا جاوے اور کوئی وعدہ اُس کو زیادہ دینے کا نہ ہو نہ اُس کے دل مین زیادہ لینے کا خیال ہو پھر اگر مقروض اصل سے کچھ زیادہ دیدے تو وہ سود نہین ہوتا بلکہ یہ تو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ✤ ہے - اس پر ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ضرورت سخت ہو اور سوائے سود کے کام نہ چل سکے تو پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا تعالے نے اس کی حرمت مومنون کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو اللہ تعالی اس کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اسلام مین کروڑہا ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے سود لیا نہ دیا آخر اون کے حوائج بھی پوری ہوتی رہی کہ نہ - خدا تعالی فرماتا ہے کہ نہ لو نہ دو جو ایسا کرتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ لڑائی کی طیاری کرتا ہے ایمان ہو تو اس کا صلہ خدا بخشتا ہے - ایمان بڑی بابرکت شئے ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر - اگر کسے خیال ہو کہ پھر کیا کرے تو کیا خدا کا حکم بھی بیکار ہے اُس کی قدرت بہت بڑی ہے - سود تو کوئی شئے ہی نہین ہے اگر اللہ تعالی کا حکم ہوتا کہ زمین کا پانی نہ پیا کرو - تو وہ ہمیشہ بارش کا پانی آسمان سے دیا کرتا اسیطرح ضرورت پر وہ خود ایسی راہ نکال ہی دیتا ہے کہ جس سے اس کی نافرمانی بھی نہ ہو - جب تک ایمان مین میل کچیل ہوتا ہے - تب تک یہ ضعف اور کمزوری ہے کوئی گناہ چھوٹ نہین سکتا جب تک خدا نہ چھڑاوے ورنہ انسان تو ہر ایک گناہ پر یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ ہم چھوڑ نہین سکتے اگر چھوڑین تو گذارہ نہیں چلتا - دوکانداروں عطارون کو دیکھا جاوے کہ پرانا مال سالہا سال تک بیچتے ہین دھوکا دیتے ہین ملازم پیشہ لوگ رشوت خوری کرتے ہین اور سب یہ عذر کرتے ہین کہ گذارہ نہین چلتا ان سب کو اگر اکٹھا کر کے نتیجہ نکالا جاوے تو پھر یہ نکلتا ہے کہ خدا کی کتاب پر عمل ہی نہ کرو کیونکہ گذارہ نہین چلتا حالانکہ مومن کے لیئے خدا خود سہولت کر دیتا ہے یہ تمام راستبازون کا مجرب علاج ہے کہ مصیبت اور صعوبت مین خدا خود راہ نکال دیتا ہے لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے - جیسے بھروسہ انکو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہین ہے خدا پر ایمان یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو جی چاہے کہ جیسے اور عجیب نسخہ مخفی رکھنا چاہتے ہین ویسے ہی اسے بھی مخفی رکھا جاوے -

مین نے کئی دفعہ بیماریون مین آزمایا ہے کہ پیشاب بار بار آرہا ہے دست بھی لگے ہین - آخر خدا سے دعا کی صبح کو الہام ہوا دعاءک مستجاب اس کے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی اور کمزوری کی جگہ طاقت آگئی یہ خدا کی طاقت ہے ایسا خدا عجیب ہے کہ ان نسخون سے بھی زیادہ قابل قدر ہے جو کیمیا وغیرہ کے ہوتے ہین مجھے بھی ایک دفعہ خیال آیا کہ یہ تو چھپانے کے قابل ہے پھر سوچا کہ یہ تو بخل ہے ایسی مفید شئے کو دنیا پر اظہار کرنا چاہیئے کہ مخلوق الہی کو فائدہ حاصل ہو - یہی فرق اسلام اور دوسرے مذاہب کے خدا مین ہے انکا خدا بولتا نہین - خدا معلوم یہ بھی کیسا ایمان ہے اسلام کا خدا جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب ہے نہ طاقت کم ہوئی نہ بوڑھا ہوا نہ کچھ اور نقص اسمین واقع ہوا - ایسے خدا پر جسکا ایمان ہو وہ اگر آگ مین بھی پڑا ہو تو اُسے حوصلہ ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو آخر آگ مین ڈالا ہی تھا ویسے ہی ہم بھی آگ مین ڈالے گئے خون کا مقدمہ بنایا گیا - اگر اس مین ۵ یا دس سال کی قید ہو جاتی تو سب سلسلہ تباہ ہو جاتا - سب قومون نے متفق ہو کر یہ آگ سلگائی تھی کیا کم آگ تھی اس وقت سوائے خدا کے اور کون تھا اور وہی الہام ہوئے جو کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے تھے آخر مین الہام ہوا ' ابرا ' اور تسلی دلی کہ سب کچھ میرے ہاتھ مین ہے ✤

پونس وغیرہ کا روپیہ اور بنکون کا سود | ایک صاحب نے سوال کیا کہ ریلوے مین جو لوگ ملازم ہوتے ہین ان کی تنخواہ مین سے ارفی روپیہ کاٹکر رکھا جاتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ روپیہ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ زائد روپیہ بھی وہ دیتے ہین اسکا کیا حکم ہے -

فرمایا کہ شرع مین سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لیئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہان صادق آویگی وہ سود کہلاویگا لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہین کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہین اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہین دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود مین داخل نہین ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے - پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہین لیا کہ ادائیگی وقت اوسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ دیدیا ہو یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اپنی خواہش نہ ہو - خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود مین داخل نہین ہے

ایک صاحب نے بیان کیا کہ سید احمد خان صاحب نے لکھا ہے اضعافاً مضاعفاً کی ممانعت ہے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے - کہ سود در سود کی ممانعت کی گئی ہو اور سود جائز رکھا ہے شریعت کا ہرگز یہ منشا نہین ہے یہ فقرہ اسی قسم کے ہوتے ہین جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ در گناہ مت کرتے جاؤ اس سے یہ مطلب نہین ہوتا کہ گناہ ضرور کرو -

اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت مین سود ہوگا جبکہ لینے والا اسی خواہش سے روپیہ دیتا ہو کہ مجکو سود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احسانا دیوے وہ سود مین داخل نہیں ہے ✤

بتلا سکتی ہو کہ تجھ مین فلان فلان عیب ہین تو پھر عورت خدا سے کیا ڈریگی۔ جب تقوی نہ ہو تو ایسی حالت مین اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہو تو پھر اولاد خراب ہوتی اس لیے چاہئیے کہ سب توبہ کرین اور عورتون کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاوین عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیان اُس سے پوشیدہ نہین رکھ سکتا نیز عورتین چھپی ہوئی دانا ہوتی ہین یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ رحمتیں ہین وہ اندر ہی اندر نتیجہ سب اثرون کو حاصل کر لیتی ہین جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اُس سے بھی ڈریگی اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکہانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا مین نہین ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنیوالا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاویگا تو ممکن نہین کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاؤن اولیاؤن کی عورتین نیک تہین اس لئے کہ اپر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہین تو ان کی عورتین بھی ویسی ہی ہوتی ہین ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ مین تہجد پڑہون۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑہتی ہی۔

الرجال قوامون علی النسا اسی لئے کہا ہے کہ عورتین خاوندون سے متاثر ہوتی ہین جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقوی بڑہاویگا کچھ حصہ اُس سے عورتین ضرور لینگی ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لینگی۔

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

سیر بعض احباب نے اپنے اپنے رویا سنائے آپنے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اس کی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے۔

رویا والہام رات کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت مین سے گھوڑے پر سے گر پڑا اچھر آنکھ کھل گئی سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کرین قیاسی طور پر جو بات اقرب ہووے لگائی جا سکتی ہے کہ اس اثنا مین غنودگی غالب ہوئی اور الہام ہوا "استقامت مین فرق آگیا"

ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو مین بتلایا نہین کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔

سود اور ایمان ایک نے سوال کیا کہ ضرورت پر سودی روپیہ لیکر تجارت وغیرہ کرنیکا کیا حکم ہے فرمایا حرام ہے ہان اگر کسی دوست اور تعارف کی جگہ سے روپیہ لیا جاوے اور کوئی وعدہ اُس کو زیادہ دینے کا نہ ہو نہ اُس کے دل مین زیادہ لینے کا خیال ہو پھر اگر مقروض اصل سے کچھ زیادہ دیدے تو وہ سود نہین ہوتا بلکہ یہ تو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ہے۔ اس پر ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ضرورت سخت ہو اور سوائے سود کے کام نہ چل سکے تو پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا تعالے نے اس کی حرمت مومنون کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو اللہ تعالی اسکا متولی اور متکفل ہوتا ہے اسلام مین کروڑہا ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے سود لیا نہ دیا آخر ان کے حوائج بھی پوری ہوتی رہی کہ نہ۔ خدا تعالی فرماتا ہے کہ نہ لو نہ دو جو ایسا کرتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ لڑائی کی طیاری کرتا ہے ایمان ہو تو اس کا صلہ خدا بخشتا ہے۔ ایمان بڑی بابرکت شے ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شیئ قدیر۔ اگر کسے خیال ہو کہ پھر کیا کرے تو کیا خدا کا حکم بھی بیکار ہے اُس کی قدرت بہت بڑی ہے۔ سود تو کوئی شے ہی نہین ہے اگر اللہ تعالی کا حکم ہوتا کہ زمین کا پانی نہ پیا کرو۔ تو وہ ہمیشہ بارش کا پانی آسمان سے دیا کرتا اسیطرح ضرورت پر وہ خود ایسی راہ نکال ہی دیتا ہے کہ جس سے اس کی نافرمانی بھی نہ ہو۔ جب تک ایمان مین میل کچیل ہوتا ہے۔ تب تک یہ ضعف اور کمزوری ہے کوئی گناہ چھوٹ نہین سکتا جب تک خدا نہ چھڑاوے ورنہ انسان تو ہر ایک گناہ پر یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ ہم چھوڑ نہین سکتے اگر چھوڑین تو گذارہ نہین چلتا۔ دوکانداروں عطارون کو دیکھا جاوے کہ پرانا مال سالہا سال تک بیچتے ہین دہوکا دیتے ہین ملازم پیشہ لوگ رشوت خوری کرتے ہین اور سب یہ عذر کرتے ہین کہ گذارہ نہیں چلتا ان سب کو اگر اکھٹا کر کے نتیجہ نکالا جاوے تو پھر یہ نکلتا ہے کہ خدا کی کتاب پر عمل ہی نہ کرو کیونکہ گذارہ نہین چلتا حالانکہ مومن کے لئے خدا خود سہولت کر دیتا ہے یہ تمام راستبازون کا مجرب علاج ہے کہ مصیبت اور صعوبت مین خدا خود راہ نکال دیتا ہے لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے۔ جیسے بھروسہ انکو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہین ہے خدا پر ایمان یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو جی چاہے کہ جیسے اور عجیب نسخہ مخفی رکھنا چاہتے ہین ویسے ہی اسے بھی مخفی رکھا جاوے۔

مین نے کئی دفعہ بیماریون مین آزمایا ہے کہ پیشاب بار بار آرہا ہے دست بھی لگے ہین۔ آخر خدا سے دعا کی صبح کو الہام ہوا دعاءک مستجاب اس کے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی اور کمزوری کی جگہ طاقت آگئی یہ خدا کی طاقت ہے ایسا خدا عجیب ہے کہ ان نسخون سے بھی زیادہ قابل قدر ہے جو کیمیا وغیرہ کے ہوتے ہین مجھے بھی ایک دفعہ خیال آیا کہ یہ تو چھپانے کے قابل ہے پھر سوچا کہ یہ تو بخل ہے ایسی مفید شئے کو دنیا پر اظہار کرنا چاہیئے کہ مخلوق الہی کو فائدہ حاصل ہو۔ یہی فرق اسلام اور دوسرے مذاہب کے خدا مین ہے انکا خدا بولتا نہین۔ خدا معلوم یہ بھی کیسا ایمان ہے اسلام کا خدا جیسے پہلے تہا ویسے ہی اب ہے نہ طاقت کم ہوئی نہ بوڑہا ہوا نہ کچھ اور نقص اسمین واقع ہوا۔ ایسے خدا پر جسکا ایمان ہو وہ اگر آگ مین بھی پڑا ہو تو اُسے حوصلہ ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو آخر آگ مین ڈالا ہی تہا جیسے ہم بھی آگ مین ڈالے گئے خون کا مقدمہ بنایا گیا۔ اگر اس مین ۵ یا دس سال کی قید ہو جاتی تو سب سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ سب قومون نے متفق ہو کر یہ آگ سلگائی تھی کیا کم آگ تھی اس وقت سوائے خدا کے اور کون تہا اور وہی الہام ہوئے جو کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے تھے آخر مین الہام ہوا "ابرا" اور تسلی دی کہ سب کچھ میرے ہاتھ مین ہے۔

بونس وغیرہ کا روپیہ اور بنکون کا سود ایک صاحب نے سوال کیا کہ ریلوے مین جو لوگ ملازم ہوتے ہین ان کی تنخواہ مین سے ا رفی روپیہ کاٹ کر رکھا جاتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ روپیہ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ زائد روپیہ بھی وہ دیتے ہین اس کا کیا حکم ہے۔

فرمایا کہ شرع مین سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہان صادق آویگی وہ سود کہلاویگا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہین کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہین اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہین دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود مین داخل نہین ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہین لیا کہ ادائیگی وقت اوسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ نہ دیدیا ہو یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اپنی خواہش نہ ہو۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود مین داخل نہین ہے

ایک صاحب نے بیان کیا کہ سید احمد خان صاحب نے لکھا ہے اضعافا مضاعفا کی ممانعت ہے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ کہ سود در سود کی ممانعت کی گئی ہو اور سود جائز رکھا ہے شریعت کا ہر گز یہ منشا نہین ہے یہ فقرے اسی قسم کے ہوتے ہین جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ در گناہ مت کرتے جاؤ اس سے یہ مطلب نہین ہوتا کہ گناہ ضرور کرو۔

اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت مین سود ہوگا جبکہ لینے والا اسی خواہش سے روپیہ دیتا ہو کہ مجکو سود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احسانا دیوے وہ سود مین داخل نہیں ہے۔

رشوہ وغیرہ حرام مال سے جو عمارت وغیرہ ہو ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص تائب ہو تو اس کے پاس جو اول جائداد رشوۃ وغیرہ سے بنائی ہو اس کا کیا حکم ہے فرمایا شریعت کا حکم ہے کہ توبہ کرے تو جس جس کا وہ حق ہے وہ اسی پہنچایا جاوے۔ رشوۃ اور ہدیہ میں ہمیشہ تمیز چاہیئے۔ رشوۃ وہ مال ہے کہ جب کسی کی حق تلفی کے واسطے دیا یا لیا جاوے ورنہ اگر کسی نے ہمارا ایک کام محنت سے کر دیا ہے اور حق تلفی بھی کسی کی نہیں ہوئی تو اس کو جو دیا جاویگا وہ اس کی محنت کا معاوضہ ہے۔

انشیورنس اور بیمہ وغیرہ انشیورنس اور بیمہ پر سوال کیا گیا فرمایا کہ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے قمار بازی میں ذمہ واری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ واری کی ضرورت ہے۔ دوسرے ان تمام سوالوں میں اس امر کا خیال بھی رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ بہت کھوج نکال نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں مثلاً اب کوئی دعوت کھانے جاوے تو اب اسی خیال میں لگجاوے کر کسیوقت حرام کا پیسہ ان کے گھر آیا ہو گا پھر اسطرح تو آخر کار دعوتوں کا کھانا ہی بند ہو جاویگا۔ خدا کا نام ستار بھی ہے ورنہ دنیا میں عام طور پر راستباز کم ہوتے ہیں مستورالحال بہت ہوتے ہیں یہ بھی قرآن میں لکھا ہے ولا تجسسوا یعنی تجسس مت کیا کرو ورنہ اسطرح تم مشقت میں پڑو گے ٭

قبل از عشا ایک صاحب (جو کہ اپنا نام اظہار کرنا نہیں چاہتے) کا نکاح امرتسر میں ایک احمدی بھائی کی دختر کے ساتھ پڑھا گیا۔ جسپر حکیم نور الدین صاحب نے ایک لطیف خطبہ پڑھا اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں ہمارے احباب کو چاہیے کہ اپنی شادی بیاہوں میں ان باتوں کو ضرور مدنظر رکھا کریں تاکہ ان کا ہر ایک فعل الٰہی امر کی اطاعت کے رنگ میں ہو اور نفسانی اور... اللہ تعالے اپنے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تقوی اختیار کرو۔ شادی کرنے میں لوگوں کو کبھی مال کا لحاظ ہوتا ہے اور کبھی جمال کا لحاظ ہوتا ہے۔ کبھی حسب و نسب کا خیال ہوتا ہے۔ غرض بہت قسم کے نفسانی امور اور شہوانی اغراض مد نظر ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالے اور اس کے رسول نے جو نکاحوں کے معاملات بتلائے ہیں ان میں تقوی پر زور دیا ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ انسان شہوت کی نظر سے بچے بری اور گندی گفتگوؤں سے بچے۔ دیکھا گیا ہے کہ تعدد ازدواج کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لوگ حکیمانہ طرز پر چلے جاتے ہیں مگر اصلی اور صحیح بات کہ جس کے لئے تعدد ازدواج کے جواز کی ضرورت ہے وہ تقوی ہے صحیح اور سیدھی بات انسان کو جب ہی نصیب ہوتی ہے جب اُسے تقوی کا خیال ہو اس وقت خود خدا اعمال افعال میں تقوی

کرتا ہے ٭

پھر ان آیات میں اللہ تعالی بتلاتا ہے کہ خلقکم من نفس واحدۃ کہ اللہ نے ایک ہی جی سے تم کو پیدا کیا اور دیکھو کہ اُس سے کس قدر مخلوق بڑھی ہی۔ رشتہ ناتہ لڑکے لڑکیاں وغیرہ کیسے تعلقات ہیں کہ آپس میں بڑھتے جاتے ہیں اور انہی کے لئے نکاح ہے تاکہ محبت امن اور باہمی تعلقات آپس میں پیدا ہوں پھر اس سب سے اصل مقصود تقوٰی ہی ہے۔ متقی کا ہر ایک عمل قبول ہوتا ہے۔ متقی ہر ایک تنگی سے بچایا جاتا ہے متقی کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہاں اس کو پتہ نہو یاد رکھو کہ ان رشتہ داریوں کی بنا تقوی پر ہے آنحضرت کو ان تعلقات کا کہاں تک خیال تھا اس کی نسبت سنلو کہ ایک دفعہ اپنے وعظ میں فرمایا کہ مصر فتح ہو گی تو وہاں ہمارے رشتے کا خیال رکھنا آخر جب صحابہ نے اُسے فتح کیا تو اس پر عمل کیا اور جب وہاں کے پادریوں وغیرہ سے بہت احسان اور مروت کی گئی تو انہوں نے متحیر ہو کر باعث پوچھا تو بتلایا گیا کہ ہمارے نبی کریم نے فرمایا تھا کہ وہاں ہمارا رشتہ ہے اس کو سنکر بڑے پادری نے کہا کہ اتنے دور و دراز رشتے کا خیال سوائے ایک نبی کے اور کوئی رکھ نہیں سکتا اس لئے وہ مسلمان ہو گیا ٭

مجھے اس وقت حیرت ہوتی ہے جب کہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کو اپنے باپ دادا کے نام سے بھی اطلاع نہیں ہوتی شادی کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے سلوک کیا جاوے۔ جب انسان شادی کرتا ہے تو سالہ سالی اور بیوی کے دوسرے خویش و اقارب کا اُسے خیال رکھنا پڑتا ہے ان سب کے ساتھ احسان اور نیکی سے پیش آنا چاہیئے دوسری غرض شادی سے یہ ہے کہ انسان کے اندر بہت سے قوی ایسے ہیں کہ انکا نشوونما ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ شادی نہ ہو۔ جن بعض لوگوں کی بیوی بچے سالا وغیرہ نہیں ہوتے وہ ایسے بتال ہو جاتے ہیں کہ نفس پر حکومت کا ذریعہ ان کو مل ہی نہیں سکتا اکیلے ہوتے ہیں جہاں ان سے ذرا طبیعت بگڑی جلد بیئے اور اسی قسم کی باتیں اُن سے سرزد ہوتی ہیں یہ موقعہ نفس پر قابو پانے اور حکومت کرنے کے ہوتے ہیں جو ان کو میسر نہیں آتے۔ جو شادی کرتا ہے تو اکثر اوقات ایک ان پڑھ۔ کمزور۔ ناآشنا عورت سے پالا پڑتا ہے۔ پھر اُسے ایک مقام پر اپنے ساتھ رکھکر باہم زندگی بسر کرنی ذرا سوچکر دیکھو اس کے لئے کس قدر قوت درکار ہے جب تک انسان اپنے قوائے پر حکمران نہو تو گذارہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اپنے نفس کے خلاف عورت سے کلمات سننے پڑتے ہیں وہ نا تربیت یافتہ ہوتی ہے

اس کو وسیع علم نہیں ہوتا۔ اس کی باتوں پر اور بعض خانگی نقصانوں پر صبر کرنا پڑتا ہے یہ ایک سبق ہے جو کہ شادی کرنے سے انسان کو ملتا ہے۔ خدا طرفین کے دلمیں یہی ڈالے کہ وحدت اور الفت اور تقوٰی کی نیت سے یہ رشتہ ہو اور سب دعا کرو کہ جو امور قرآن چاہتا ہے وہ پوری ہوں

اس کے بعد مولوی صاحب نے لڑکے سے پوچھا کہ فلاں شخص اپنی بیٹی بنام...... بمہر ما ۱۵۰ روپیہ آپکے نکاح میں دیتا ہے آپ کو قبول ہے لڑکے نے کہا ہاں پھر لڑکی کے والد سے پوچھا کہ آپ کو قبول ہے اس نے کہا ہاں قبول ہے اس کے بعد دعا کی گئی۔

بعد ازیں پنڈت نند کشور صاحب جو کہ سناتن دھرم مذہب کے ایک عالم فاضل منجر لکچرار ہیں حضرۃ صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لائے آتے ہی حضرت صاحب سے انہوں نے سلام و علیکم کیا اور مصافحہ کیا۔ حضرت صاحب نے نسیم دعوت اور سناتن دھرم وغیرہ کی نسبت ان کی رائے دریافت کی۔ پنڈت صاحب نے فرمایا کہ ان کتب میں آپنے ویسے ہی لکھا ہے۔ جیسے انبیاء کا دستور ہے خدا کے برگزیدوں سے گندے لفظ نکل ہی نہیں سکتے آریہ لوگوں کی مثال انہوں نے یہ دی کہ جیسے کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہیں نکل سکتا اسیطرح وہ لوگ نیک ہی کیا سکتے ہیں ٭

حضرۃ اقدس نے آریہ سماج کی نسبت ذکر کیا کہ یہ لوگ بالکل حقیقت ایمان سے بے نصیب ہیں۔ ایمان تو عقلمندوں کی آزمائش کے لئے ہے کہ کچھ عقل سے کام لیوا اور کچھ ایمان سے۔ معجزات میں یہ عادۃ اللہ ہرگز نہیں ہے کہ ایسے کام دکھلائے جاویں جو کہ خدا کی عادت کے برخلاف دنیا میں ہوں۔ مثلاً سوال کرتے ہیں کہ سو یا پچاس سال کے مردہ آکر شہادت دیویں۔ گو کہ یہ ہو تو سکتا ہے مگر سوال ہے کہ جو اس کے بعد قبول کریگا اُسے کیا فائدہ ہوگا جب سب حقیقت کھل گئی اور ایک سو دو سو آدمی کی شہادت بھی ملگئی تو اب کس کی عقل ماری ہے کہ انکار کرے نہ ہندو نہ چمار کسکو گنجائش ہی انکار کی نہیں رہتی ہماری ہاں لکھا ہے کہ اس قسم کا ایمان فائدہ نہیں دیتا۔ اگر دن چڑھا ہوا ہو اور کوئی کہے کہ میں دن پر ایمان لایا یا چاند پورا چودہویں کا ہے اور کوئی اس پر ایمان لاوے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا اور کس تعریف کا مستحق ہے ہاں اگر اول شب کی چاند پر جسکا نام ہلال ہے کوئی اُسے دیکھکر بتلاوے تو اس کی نظر کی تعریف کی جاویگی اور جسکی نظر کم و بیش ہے وہ کھل جاویگی تو نشانوں میں بھی اصول خدا نے رکھا ہے کہ ایک پہلو میں ایمان سے فائدہ اُٹھاویں اور ایک پہلو میں عقل سے۔ ورنہ ایمان ایمان نہیں رہتا ایک مخفی امر کو

عقل سے سوچکر قرائن ملاکر مان لینے کا نام ایمان ہے ...... ان لوگون کی عقل موٹی ہے ایسے نشان طلب کرتے ہین جو کہ عادت اللہ کے خلاف ہین۔ ہم یہ پیش کرتے ہین کہ جو سچا مذہب ہوتا ہے اسمین امتیاز ہوتا ہے جس قدر تائیدات اور خوارق جس حد تک خدا اسلام کی تائید مین رکھتے ہین وہ کسی دوسرے مذہب کے لئے ہرگز نہین ہین مگر یہ ان امور مین مقابلہ چاہتے ہین جو کہ عادت اللہ کے خلاف ہین دوسرے خدا غلام نہین ہے کہ کسی کے تابع ہو بلکہ وہ خدا کے تابع ہین ہم نے ان سے یہ چاہا ہے کہ اس طرح سے فیصلہ کرلو کہ ہزارون اعتراض جو تم لوگ کرتے ہو انہین سے دو اعتراض چن لو اگر وہ سچے نکل آوین تو باقی کے بھی سب سچے اور اگر وہ جھوٹے نکل آوین تو باقی کے سب جھوٹے مگر ان لوگون کو موت کا خوف نہین۔ اگر عقل ہو تو لازم ہے کہ وہ اسلام کے سوائے کوئی سچا پاک مذہب دکھلادین

اور طلاق کی نسبت اعتراض ہے ہم کہتے ہین کہ اچھا آج تک جس قدر طلاق اسلام مین ہوئی ہین ان کی فہرست ہم سے لو اور جس قدر نیوگ تم مین ہوا اس کی فہرست ہمین دو

مدارات اور مداہنہ مین فرق

اس کے بعد مختلف ذکر ہوتے رہے کبھی چولہ پر کبھی کسی پر۔ اثنائے گفتگو مین فرمایا کہ مدارات اسے کہتے ہین کہ نرمی سے گفتگو کی جاوے تاکہ دوسرے کو ذہن نشین ہو اور حق کو اسطرح اظہار کرنا کہ ایک کلمہ بھی باقی نرہے اور سب ادا ہوجاوے اور مداہنہ اسے کہتے ہین کہ ڈر کر حق کو چھپالینا۔ کھالینا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نرمی سے گفتگو کرکے پھر گرمی پر آجاتے ہین یہ مناسب نہین ہے حق کو پورا پورا ادا کریکے واسطے ایک ہنر چاہیئے وہ شخص بہت بہادر ہے جو کہ ایسی خوبی سے حق کو بیان کرے کہ بڑے غصہ والے آدمی بھی اُسے سن لیوین۔ خدا ایسو پر راضی ہوتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ حق گو سے لوگ راضی نہ ہون اگرچہ وہ نرمی بھی کرے مگر تاہم درمیان مین ایسے بھی ہوتے ہین جو اچھا کہنے لگتے ہین +

مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

آج کی پانچون نمازین حضرۃ اقدس نے باجماعت ادا کین۔ سیر مین کوئی ایسی بات نہ ہوئی کہ وہ درج اخبار ہو صرف قبل از عشا چند ایک باتین ہوئین جو کہ درج کی جاتین +

قبل از عشا پنڈت نند کشور صاحب سے معجزات پر گفتگو ہوئی

ثبوت شق القمر ہندو کتب مین

پنڈت صاحب نے معجزہ شق القمر کی نسبت کہا کہ بھوج سوانح ایک کتاب سنسکرت مین ہے مجھے سے پنڈتون نے بیان کیا ہے کہ اس مین شق القمر کی شہادت راجہ بھوج سے ہے کہ وہ اپنے محل پر تھا یکایک اس نے چاند کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا اُس نے پنڈتون کو بلاکر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ چاند اس طرح پھٹا راجہ نے خیال کیا کہ کوئی عظیم الشان حادثہ ہوگا پنڈتون نے جوابدیا کہ کوئی خطرہ نہین ہے پچھم کے دیس مین ایک مہاتما پیدا ہوا ہے وہ بہت یوگی ہے اس نے اپنے یوگ ابھیاس سے چاند کو ایسا کر دیا ہے۔ تب راجہ نے اُسے تحفہ تحائف ارسال کئے۔

قرآن کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ خدا کے کلام کے صحیح معنے تب سمجھ مین آتے ہین کہ اس کے تمام رشتہ کی سمجھ ہو جیسے قرآن شریف کی نسبت ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے اس کے سوا جو اور کلام ہوگا وہ تو اپنا کلام ہوگا دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت ایک آیت کے معنے کرنے کے وقت دوسو آیتین شامل ہوتی ہین ایجادی معنے کرنے والونکا منہ اس سے بند ہوجاتا ہے +

مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

آج حضرۃ اقدس سیر کے لئے تشریف لائے پانچون نمازین حضرۃ اقدس نے اپنے وقت پر باجماعت ادا کین + بعد مغرب گرمی کو محسوس کرکے اپنے احباب سے مشورہ کیا کہ اب موسم بدلا ہوا ہے اس لئے اگر مناسب ہو تو اوپر چل بیٹھین چنانچہ احباب نے اس سے اتفاق کیا اور اسیوقت تمام احباب اور حضرۃ اقدس اوپر بالائی مسجد مین تشریف لیگئے

قبل از عشا اپنے شہ نشین پر بیٹھکر ابو سعید صاحب سے فرمایا کہ اگر آپ چلے گئے ہوتے تو اوپر کا جلسہ کیسے دیکھتے اور یہ کہان نصیب ہونا تھا اس اثنا مین نواب صاحب تشریف لائے آنحضرت نے فرمایا مدت کے بعد آج پھر نواب صاحب کا چہرہ نظر آیا ہے آگے تو ایک گھر سے نکلکر دوسرے گھر مین جا بیٹھا کرتے اور اندھیرے مین چہرہ بھی نظر نہ آتا تھا بیٹھے بیٹھے آپ نے ذکر فرمایا کہ جیسے ایک مرض ہوتی ہے کہ اس مین جب تک مکھیان مارتے رہین تو آرام رہتا ہے اسیطرح فراغت میرے واسطے مرض ہے ایکدن بھی فارغ رہون تو بے چین ہوجاتا ہون اس لئے ایک کتاب شروع کردی ہے جسکا نام **حقیقت دعا** رکھا ہے ایک رسالہ کی طرز پر لکھا ہے۔ دعا ایسی شے ہے کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا آخر شیطان پر آدم علیہ السلام نے فتح بذریعہ دعا کے پائی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور آخر مین بھی دجال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہی گویا اول بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے تمام اسلامی طاقتین کمزور ہین اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کرسکتی ہین اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہین آسمانی حربہ کی ضرورت ہے اس کے بعد اخبار رسول ملٹری گزٹ حضرت اقدس سنتے رہے +

درس قرآن مجید

تفسیر انا اعطینک الکوثر جو کہ حضرۃ مولوی نورالدین صاحب نے عیدالضحیٰ کے خطبہ مین کی

انا اعطینک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر +

یہ ایک سورت شریف ہے بہت ہی مختصر + لفظ اتنے کم کہ سننے والے کو کوئی ملال طوالت کا نہین۔ یہان تک کہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی ایک دن مین اسے یاد کرلے۔ مگر ان کے مطالب اور معانی کو دیکھو تو حیرت انگیز۔ ان کو بیان کرنے سے پہلے مین ایک ضروری بات سنانی چاہتا ہون +

واعظون اور سامعین کے اقسام

اور وہ یہ ہے کہ جہان تک مین غور کرتا ہون واعظون اور سننے والون ..... کی دو قسم پاتا ہون۔ ایک وہ واعظ ہین جو دنیا کے لئے وعظ کرتے ہین۔ دنیا کا وعظ کرنے والے بھی پھر دو قسم کے ہین۔ ایک وہ جو اپنے وعظ سے اپنی ذات کا فائدہ چاہتے ہین یعنی کچھ روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہین اور ایک وہ لوگ ہوتے ہین جن کی یہ غرض تو نہین ہوتی کہ خود کوئی روپیہ حاصل کرین مگر یہ مطلب ضرور ہوتا ہے کہ سننے والونکو ایسے طریقے اور اسباب بتائین جس سے وہ روپیہ کما سکین۔ مادی ترقی کرنے والے بنین۔ دنیا کے لئے وعظ کرنیوالون مین اس قسم کے واعظون کی اغراض ہمیشہ مختلف ہوتی ہین کوئی نوجوانکو جوش دلاتے ان مین مستعدی اور ہوشیاری پیدا کرنے کے لئے تحریک کرتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ کے لئے چست وچالاک ہوجاوین کوئی امور خانہ داری کے متعلق کوئی تجارت اور حرفہ کے لئے۔

مختصر یہ کہ ان کی غرض انتظامی امور یا عامہ اصلاح ہوتی ہے۔ جو دوسرے الفاظ مین سیاسی یا پولیٹیکل تمدنی یا سوشل اصلاح ہے۔

اور وہ لوگ جو دین کے لئے وعظ کرنے کو کھڑے ہوتے ہین ایک وہ جو محض اس لئے کھڑے ہوتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرین اور امر بالمعروف کا جو فرض ان کو ملا ہے اس کو ادا کرین بنی نوع انسان کی بھلائی کا جو حکم ہے اُس کی تعمیل کرین اور اپنے آپ کو اس خیر امتہ مین داخل ہونے کی فکر ہوتی ہے جسکا ذکر یون فرمایا گیا ہے + کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الایۃ تم بہترین امتہ ہو جو لوگون کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔

امر بالمعروف کرتے رہو اور نہی عن المنکر۔

اور ایک وہ ہوتے ہین جن کی غرض دنیا کا کمانا بھی نہین ہوتی۔ مگر یہ غرض بھی نہین ہوتی بلکہ وہ صرف حاضرین کو خوش کرنا چاہتے ہین یا ان کی واہ واہ کے خواہش مند کہ کیسا خوش تقریر یا موثر واعظ ہے۔

دینی واعظون مین سے پہلی قسم کے واعظ بھی فتوحات کا ارادہ کرتے ہین مگر ملکی فتوحات سے ان کی فتوحات نرالی ہوتی ہین ان کی فتوحات یہ ہوتی ہین کہ برائیون پر فتح حاصل کرین نیکی کی حکومت کو وسیع کرین +

جیسی واعظون کی دو قسم ہین ایسی ہی سننے والون کی بھی دو حالتین ہین ایک وہ جو محض اللہ کے لئے سنتے ہین کہ اس کو سنکر اپنی اصلاح کرین اور دوسرے وہ جو اس لحاظ سے سنتے ہین کہ واعظ انکا دوست یا کوئی اور ایسا ہی تعلق رکھتا ہے۔ یعنی واعظ کی خاطرداری سے۔ اب تم دیکھو کہ تمہارا واعظ کیسا ہے اور تم سننے والے کیسے؟ تمہارا دل تمہارے ساتھ ہے اس کا فیصلہ تم کرلو مین جس نیت اور غرض سے کھڑا ہوا ہون وہ مین خوب جانتا ہون اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ در دل کیسا تھ خدا ہی کے لئے کھڑا ہون +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک تقسیم فرمائی ہے کہ واعظ یا مامور ہوتا ہے یا امیر یا متکبر۔ امیر وہ ہوتا ہے جس کو براہ راست اس کام کے لئے مقرر کیا جاوے اور مامور وہ ہوتا ہے کہ جس کو امیر کہے کہ تم لوگون کو وعظ سنادو۔ اور متکبر وہ جو محض ذاتی بڑائی اور نمود کے لئے کھڑا ہوتا ہے پس اقسام واعظون کی ہین +

اب مین پھر تمہین کہتا ہون کہ اس بات پر غور کرو کہ تمہین وعظ کہنے والا کیسا ہے؟ اور تم کیا دل لیکر بیٹھے ہو؟ میرا دل اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر و ناظر ہے۔ جو بات میری سمجھ مین مضبوط آئی ہے تم سے سنانا چاہتا ہون اور خدا کے لئے۔ پھر مجھے حکم ہوا ہی کہ تم مسجد مین جاکر نماز پڑہادو۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہوں اور سناتا ہون +

مین دنیا پرست واعظون کا دشمن ہون کیونکہ ان کی اغراض محدود ان کے حوصلے چھوٹے خیالات پست ہوتے ہین جس واعظ کے اغراض دینی ہون وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی وعظ سب اس کے اندر آجاتے ہین + کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے یہی وجہ ہو کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے مہیمن فرمایا یہ جامع کتاب ہے جس مین جیسے ملٹری (فوجی) واعظ کو فتوحات کے طریقون اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے ویسے ہی نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجے کے بتلائے گئے ہین۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے

اصول یہ بتاتا ہے۔

پس مین قرآن کریم جیسی کتاب کا واعظ ہون جو تمام خوبیون کی جامع کتاب ہے، اور جو سکھ اور اہتمام کامیابی کی راہون کی بیان کرنیوالی ہے اور اسی کتاب مین سے یہ چھوٹی سی سورۃ مین نے پڑھی ہے۔

قرآن کا طرز بیان ہم اور مین

مین اس سورۃ کے بیان کرنے سے پہلے یہ بات بھی تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ قرآن شریف کا طرز بیان دو طرح پر واقع ہوا ہے بعض جگہ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فعل کو واحد متکلم یعنی مین کے لفظ کے ساتھ بیان فرماتا ہے اور بعض جگہ جمع متکلم یعنی ہم کے ساتھ۔ ان دونون الفاظ کے بیان کا یہ سر ہے کہ جہان مین کا لفظ ہو وہان کسی دوسرے کا تعلق ضروری نہین ہوتا لیکن جہان ہم ہوتا ہے وہان اللہ تعالیٰ کی ذات اوسکے فرشتے اور مخلوق بھی اس کام مین لگی ہوئی ہوتی ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھو یہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا اعطیناک الکوثر۔ بے ریب ہم نے تجھکو دیا ہے الکوثر۔ ہر ایک چیز مین بہت کچھہ۔

یہان اللہ تعالیٰ نے ہم کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا کام ہے۔ جیسے اس مین آپ نفضل کیا ہے فرشتون اور مخلوق کو بھی لگایا ہے +

بہت کچھ کے معنے مختلف حالتون مین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ اس بہت کچھہ کی کیا مقدار ہے؟ تم مین سے بہت سے لوگ شہرون کے رہنے والے ہین جنہون نے امیرونکو دیکھا ہے۔ بہت سے دیہات کے رہنے والے ہین جنہون نے غریبونکو دیکھا ہے خدا تعالیٰ نے محض مجھے اپنے فضل سے ایسا موقع دیا ہی کہ مین نے غریبون۔ امیرون کے علاوہ بادشاہون کو بھی دیکھا ہے اور ان تینون مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے ان کی ہر چیز مین ہر بات مین علی قدر مراتب امتیاز ہوتا ہے مثلاً ایک فقیر کسی غریب کے گھر جاکر سوال کرے تو وہ اس کو ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیتا ہے اُس کی طاقت اتنی ہی ہے۔ لیکن جب ایک امیر کے گھر جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کو کچھہ دیدو۔ تو اس کے کچھہ سے مراد تین چار روٹیان ہوتی ہین اور مین نے دیکھا ہے کہ جب بادشاہ کہتا ہے کہ کچھہ دیدو تو اس کے کچھہ سے مراد بیس تیس ہزار روپیہ ہوتا ہے۔ اس سے عجیب بات پیدا ہوتی ہی جس قدر کسیکا حوصلہ ہوتا ہے۔ اسی کے موافق اس کی عطا ہوتی ہی اب اس پر قیاس کرلو یہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ہم نے بہت کچھہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی اُس کی عظمت و جبروت پر نگاہ کرو اور پھر اس کے عطیہ کا تصور۔ دیکھو ایک چھوٹی سی شمع سورج اسے بنایا ہے اس کی روشنی کیسی عالمگیر ہے ایک چھوٹی سی لالٹین چاند ہے اس کی روشنی کو دیکھو کس قدر ہے۔ کنوؤن سے پانی نکالنے مین کس قدر جدوجہد کرنی پڑتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا پر دیکھو کہ جب وہ بارش برساتا ہے تو کس قدر دیتا ہے۔

غرض یہ سیدھی سادی بات ہے اور ایک مضبوط اصل ہے جس قدر کسی کا حوصلہ ہو اسی قدر وہ دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی لحاظ سے اب اس لفظ کے معنے پر غور کرو کہ ہم نے بہت کچھہ دیا ہے۔ خدا کا بہت کچھہ وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا اور پھر اس کا اندازہ میری کھوپری کرے یہ احمقانہ حرکت ہوگی اور یہ ایسی ہی بات ہی جیسے اس وقت کوئی کوشش کرے کہ وہ پانی کے ان قطرات کو شمار کرنے لگے جو آسمان سے برس رہے ہین (ایڈیٹر۔ جس وقت آپ یہ خطبہ پڑھ رہے تھے آسمان سے نزول باران رحمت ہورہا تھا) ہان یہ بیشک انسانی طاقت کے اندر ہرگز نہین ہے کہ جو کچھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہی اس کو سمجھہ سکے۔ چونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور آپ کی عظمت کا علم بھی مجھے دیا گیا ہے اس لئے مین اندازہ تو ان عطیات کا نہین کرسکتا لیکن ان کو یون سمجھا سکتا ہون +

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا نہین ہوئے تھے کہ باپ انتقال کر گیا اور چلنے ہی لگے کہ ماں کا انتقال ہوا کوئی حقیقی بھائی آپکا تھا ہی نہین + چنانچہ اسی کے متعلق فرمایا۔

الم یجدک یتیماً

ہم نے تجھے یتیم پایا

اس یتیم کو جسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھہ دیدیا۔ خاتم الانبیاء۔ خاتم الرسل۔ سارے علوم کا مالک۔ ساری سلطنتون کا بادشاہ بنادیا آپ کی عادت شریف تھی کہ کبھی جو اتنہا روپیہ مالیہ کا آیا تو مسجد مین ہی خرچ کر دیا

غرض غور کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھہ دیا کس قدر خیر کثیر آپ کو دیگئی ہے آپکا دامن نبوۃ دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ اب کوئی نبی نیا ہو یا پرانا ہو آہی نہین سکتا کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہین ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان۔ یہ کثرت کہ

انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

مین فرمایا کہ مین سارے جہان کا رسول ہون یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی کوئی آدمی نہین جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی

پنڈت نند کشور اور آریہ سماج قادیان

کچھ دنون سے قادیان مین عجیب رونق ہے

اور یہان کے سناتن دہرم ہندؤن کے بھی نصیب جاگے ہوئے ہین کہ پنڈت نند کشور صاحب سکنہ ضلع بجنور جو کہ سناتن دہرم کے ایک عالم فاضل پنڈت ہین آریہ سماج کھنڈن کے واسطے یہان تشریف لائے ہوئے ہین ہمین بھی تعجب تہا کہ تنا ذونادر ہی کوئی ایسا گاؤن رہا ہوگا کہ جہان آریہ صاحبان نے اپنی سماج قائم نہ کی ہو اور انکے ہر ہفتہ وار جلسون نے گرد و نواح کے اہل ہنود کی توجہ کو اپنی طرف نہ کھینچ لیا ہو اور ادہر سناتن دہرم ہین کہ یہ لوگ بالکل خاموش بیٹھے ہوئے دن بدن اپنی جمعیت کو کم کرتے جاتے ہین اور جس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ سناتن دہرم ہندؤن کی کوئی باقاعدہ سبھا وغیرہ ان دیہاتون مین قائم نہین ہے اور نہ امرتسر اور لاہور وغیرہ کی سبھاؤن نے اسطرف توجہ کی ہے کہ آریہ سماج کی طرح وہ بھی اپنے اپدیشک ہر مقام پر بھیجکر سبھائین قائم کرین اور آریہ سماج کے نشکار ہونے سے لوگون کو بچاوین کیونکہ گذشتہ ایام مین جو جلسہ آریہ سماج کا قادیان مین ہوا ہے اور دور و دراز شہرون سے آریہ صاحبان نے تشریف لاکر جو جو حملے سناتن دہرم کے ہندون پر کئے ہین وہ اس امر کا تقاضا کرنے تھے کہ قادیان اور اس کے گرد و نواح کے سناتن دہرم ہندو بھی ضرور ویسے ہی ایک جلسہ کرکے انکا جواب دیتے اور امرتسر لاہور کی سبہاؤن سے اس امر مین امداد طلب کرتے۔ سو ان لوگون نے بذات خود تو کوئی کوشش نکی مگر ان کے نصیبون سے پنڈت صاحب موصوف خود بخود قادیان مین آبراجے اور حضرت اقدس میرزا صاحب سے پہلی ہی ملاقات مین انہون نے ارادہ ظاہر کیا کہ مین آریہ سماج کا کہنڈن کرنا چاہتا ہون اور پنڈت صاحب نے بڑی کشادہ دلی سے اس امر کو قبول کیا کہ وہ حضرۃ صاحب ہی کے ہان مہمان ٹہرین۔ آریہ صاحبان کو جب یہ خبر پہونچی تو ان کو ہاتھ پاؤن کی پڑ گئی اور فکر پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پنڈت صاحب کوئی جلسہ کرکے آریہ سماج کی قلعی کھولدین۔ اس لئے انہون نے سناتن دہرم ہندؤن کو اسطرح سے بہکانا شروع کیا کہ ہم اور تم ایک ہی ہین اور پنڈت نند کشور اصل مین سناتن دہرمی ہندو نہین ہے ورنہ وہ کیون مسلمانون کے ہان مہمان ہوتا یہ اصل مین مرزا صاحب کا بلایا آیا ہے تاکہ مرزا صاحب اس کی ذریعہ سے آریہ سماج کے جلسہ کی تلافی کرین انکا یہ منتر بعض کم سمجھ لوگون پر تو کارگر ہوا مگر جو حقیقت شناس تہے وہ ان دمبازیون مین نہ آسکتے تہے۔ مگر پنڈت نند کشور صاحب جنہون نے سناتن دہرم کی اشاعت اور آریہ دہرم کے کھنڈن کا بیڑا اوٹہایا ہوا ہے کیسے رک سکتے تہے آخر جمعہ کے دن عصر کے وقت پنڈت صاحب نے اپنا لکچر بازار کے چوک مین شروع کیا اور سب سے اول سوال انکا آریہ سماج پر یہ تہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر ایک مذہب اور قوم کے لیڈر اور راہ نمایان کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب کبھی انہون نے اصلاح کے واسطے اپنے آپ کو قوم مین انٹروڈیوس کیا ہے تو اپنا حسب و نسب ضرور ظاہر کیا ہے اور اگر کسی نے خود ظاہر نہ کیا تو وہ بذات خود ایک ایسا آدمی گذرا ہے کہ قوم خود اس کے حسب و نسب سے واقف ہوتی رہی ہے مگر دیانند کے سوانح مین اسبات کا کہین پتہ نہین ملتا ہے کہ وہ کس حسب و نسب کے ہین ان کے پتا کا نام کیا ہے نہ دیانند نے خود اس بات کو لکھا ہے۔ حالانکہ یہ اس کا فرض تہا تاکہ ان کی پیروی کرنیوالی قوم کو جہان انکو ذریعے سے کسی صداقت کو قبول کرنے کا فخر ہو سکتا وہان ان کو لوگون کے سامنے ذاتی سوانح کا ہر ایک پہلو الزام اور عیب سے مبرا ہونا چاہئے اور کوئی گوشہ اس کا ایسی تاریکی اور ظلمت مین نہ پڑا ہوا ہو جو دوسرے گوشون کی روشنی کو بھی ماند کر دیتا ہو اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ ہر ایک مذہب کا پیشوا ہمیشہ عالی خاندان اور نسب کا آدمی ہوتا رہا ہے ابھی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آریہ سماج کے پر جوش ممبرون نے شور و غوغا ڈال دیا اور اس بیان سے پنڈت صاحب کو روکا حالانکہ پنڈت صاحب کا یہ ایک سوال تہا جسکا جواب آریہ سماج کو بڑی متانت سے دینا چاہئے تہا اور پبلک کو دیانند صاحب کے حسب نسب خاندان سے اطلاع دینی تھی مگر کمال افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس وقت آریہ سماج کے ممبرون سے ایک شرمناک حرکت سرزد ہوئی اور جس جہاد کا اعتراض وہ لوگ اہل اسلام پر کوتاہ فہمی سے کرتے ہین اپنے عملی نمونہ سے انہون نے ثابت کر دیا کہ دراصل اس کے خواہان وہ خود ہین اور ان کی طبائع بالکل آمادہ ہین کہ ایک فتنہ اور ہنگامہ برپا کرین اور انہون نے اپنے فعل سے اس امر کی تصدیق کی اور شہادت دیدی کہ حضرت میرزا صاحب کا نقض امن اور فتنہ فساد کے اندیشہ کی وجہ سے ان لوگون سے پبلک مین گفتگو اور بحث مباحثہ سے انکار واقعی طور پر مصلحت پر مبنی ہی۔ آریہ سماج کے اس شور و غوغا پر جب چند ایک منصف مزاج سناتن دہرم لوگون نے یہ کہا کہ ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ قادیان آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ پر حضرت میرزا صاحب کو کیسی کیسی ناگفتنی باتین کہی تہین کہ جنکو سنکر خود گورنمنٹ افسر محکمہ پولیس نے بھی ان کو روکا مگر میرزا صاحب کی طرف سے کسی نے شور و غوغا نہین کیا اور صبر سے سب سنا تو اب آریہ سماجکو بھی لازم ہے کہ صبر سے سنے اور اگر کچھ اعتراض ہو تو اس کی تردید اپنی سماج مین کرے۔ مگر جیسے کہ لالہ بوگندر پال کو باوجود بار بار منع کرنے کے اثر نہ ہوا تہا ویسے ہی اس نصیحت کا بیان بھی اثر نہ ہوا اور ایک آریہ ممبر بڑی جوش سے ایک ہندو صاحب سناتن دہرم پر حملہ آور ہوئے اور تین چار مکے بھی رسید کر گئے لالہ صاحب نے بڑی صبر اور تحمل سے کام لیا کہ جلسہ برخاست نہو اور کوئی مقابلہ نہ کیا لوگون نے آخرکار بیچ مین پڑکر ہنگامہ کو فرو کیا اور پنڈت صاحب لکچر دیتے رہے۔ اس کے بعد کچہ کارروائی پنڈت صاحب اور آریہ صاحبون کے درمیان بطور خط و کتابت کے ہوئی جس کی نقل انشاء اللہ کسی دوسرے نمبر مین دیوینگے

پیسہ اخبار کی ایک خائنانہ کارروائی

ماہ مارچ ۱۹۰۳ء کے کسی پیسہ اخبار مین زیر عنوان مراسلات ایک مراسلہ کسی گم نام شخص کا جہلم سے چھپا ہے جس مین حضرۃ میرزا صاحب کی الہامی دعا رب کل شیئ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کا صرف اول حصہ یعنی رب کل شیئ خادمک لکھکر اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ ہر ایک شیئ کا جو رب ہے وہ مرزا صاحب کا خادم ہے ہمین اس شخص پر کمال افسوس ہے کہ حضرت احمد مرسل یزدانی کی مخالفت نے ان لوگون کو حق۔ دیانت اور راستی سے کہان دور لا ڈالا ہے۔ حضرۃ میرزا صاحب کی مخالفت سے ایک بڑا عذاب نوان کو بھی محیط ہو گیا ہے کہ جن باتون کو یہ لوگ خود اور نیز دیگر تمام مذاہب حرام خیال کرتی ہین اب انکو نزدیک شیر مادر کی طرح حلال ہو گئی ہین جیسے کہ اس مراسلہ مین اس دعا کے نصف مضمون کو لکھکر تمام مضمون اس نے پبلک کو دہوکا دینا چاہا ہی مگر اس سے بڑہکر افسوس ہمین پیسہ اخبار پر ہے جو اپنے آپ کو ایک قومی خادم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے کیا یہی عملی نمونہ ہے جو کہ پیسہ اخبار پبلک کے سامنے پیش کرکے اپنی خدمات کی داد حاصل کرنا چاہتا ہے کیا کسی مراسلہ تحریر شدہ کے اندراج کے وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کا یہ فرض نہ تہا کہ وہ دیکھ لیتا کہ مضامین واقعات حقہ پر مبنی ہو کہ نہین کیا پیسہ اخبار کو آج تک علم نہین ہے کہ اس دعا کا مضمون رب کل شیئ خادمک ہی نہین ہے بلکہ اس کے آگے رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بھی ہے۔ کیا پیسہ اخبار کو اس دعا کا ترجمہ نہیں پہنچا جو کہ خود حضرت میرزا صاحب کا فرمودہ ہے۔ ہان اگر پیسہ اخبار انکار کر دے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات الحکم اور البدر اس کے پاس نہین پہونچے تو شاید وہ اس الزام سے اس وقت بری ہو سکے جب وہ یہ ثابت کرے کہ اس مراسلہ کے پہنچنے پر اس نے حضرۃ میرزا صاحب سے اس دعا کے معنے پوچھے تھے اور کوئی جواب نہ ملا اس لئے مجبوراً اس نے مراسلہ کے مضمون کو صحیح سمجھکر شائع کر دیا۔ کیا پیسہ اخبار اس سفید جھوٹ کے بولنے کی جرأت کریگا۔ پھر جب حال مین آپ سے علم تہا کہ مراسلہ مین صرف پبلک کو دہوکا دینے کی نیت سے دعا کا نصف نصف مضمون شائع کرکے بد دیانتی سے اس کے معانی بھی غلط کئے گئے ہین جو کہ حضرۃ میرزا صاحب کے فرمودہ اور شائع شدہ معانی کے برخلاف ہین تو پہر دیدہ دانستہ اس مضمون کو اسیطرح بلا کسی اپنے اصلاحی نوٹ دیئے کے شائع کر دیا اگر خیانت نہین تو اور کیا ہے۔ دیدہ دانستہ ایک امر حق کو چھپانا اور پبلک کو

ریویو

المنصف

پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مین قرآن کریم پر جس قدر اعتراضات کئے ہین انکا جواب پنڈت نندکشور صاحب متوطن قصبہ محمد پور دیوہل پرگنہ منڈاور ضلع بجنور نے اس کتاب مین دیا ہے اور بڑی خوش اسلوبی سے انہون نے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ دیانند کے ایسے اعتراضون نے اس کی وید دانی کی حقیقت کھولدی ہے اور ضد اور تعصب کا ایسا پردہ اس کی آنکھون پر پڑ گیا ہے کہ جو باتین خود وید مین موجود تھین اور جنکا قرآن شریف بھی مصدق تھا اوہی پر دیانند نے اعتراض کر دیا ہے جن آیات کو دیانند نے محل اعتراض بنایا تھا اوہین آیات کے مضامین کو پنڈت نندکشور نے وید مین سے ثابت کر کے دکھلایا ہے جیسے کہ حضرت اقدس نے اپنی تصانیف مین دکھلایا ہے کہ زوائد کو چھوڑ کر اگر سناتن دہرم کی اصلیت کو دیکھا جاوے تو اسلام اور سناتن دہرم کے اصول قریب قریب ایک ہی ہین اس قول کی تصدیق اس کتاب مین پورے طور سے کر دی ہے اور علاوہ الزامی جوابون کے مدلل اور محققانہ طرز پر بھی جواب دیا ہے غرضیکہ جسطرح بعض اہل یورپ کے محققون نے باوجود عیسائی ہونے کے دیانت اور امانت کو کام مین لا کر عیسائی پادریون کے اسلام پر الزامات کی تردید کی ہے ایسے ہی سناتن دہرم کے عالمون فاضلون مین سے قرآن کریم کی تائید مین اور آریون کے الزامات کی تردید مین یہ ایک نرالی تصنیف ہے پنڈت صاحب نے سردست اصل کتاب کا ایک جزو بطور نمونہ کے طبع کرایا ہے ہر ایک اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسے قدر دانی کی نظر سے دیکھے اور اس کے چند نسخہ خرید کر گرد و نواح مین تقسیم کرے اور اس طرح سے پنڈت صاحب کو امداد دیوین تاکہ باقی حصہ کتاب کی طبع کے واسطے حوصلہ افزائی ہو حضرت احمد مرسل یزدانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پنڈت صاحب کی محنت کی داد دی ہے اور خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ اپنی جماعت مین اس کے چند ایک نسخے فروخت ہو جاوین۔ یہ کتاب مصنف یا دفتر اخبار وکیل امرتسر سے بقیمت ۲ مل سکتی ہے +

البدر

البدر نمبر ۸ و ۹ کی اشاعت مین جو غیر معمولی التوا ہوا ہے اس سے ناظرین کو بہت مایوسی ہوئی ہوگی اور جن احباب نے اس سے پیشتر بعض نمبرون کے دیر سے نکلنے پر یہ ظن کر لیا تھا کہ اخبار بالکل بند ہی ہو گیا اب تو اپنی نازک طبع سے انہون نے پورے طور پر یقین کر لیا ہوگا کہ اگر پیشتر نہین تو اب تو ضرور ہی بند ہوا ہے مگر مین اپنے پیارے احباب کو یقین دلاتا ہون کہ ان سے بڑھکر مجھے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ کوئی نقص کسی قسم کا اخبار مین نہ رہے اور مین حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا نہین چاہتا مگر تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بعض وجوہات ایک امر مقدر کیطرح ایسی واقع ہوتی ہین کہ کوئی کوشش کام نہین کرتی۔ ایسے ہی نمبر ۸ و ۹ کے ساتھ ہوا۔ جس پریس مین اخبار چھپتا تھا اس کے پاس اس کثرت سے کام تھا کہ اس کے لئے وقت نکال نسکا۔ آخر اس وقت کا اندازہ کر کے یہی تجویز کی گئی کہ توکل علی اللہ پھر اپنا پریس قائم کیا جائے اور پریس مشین جسکے انتظام کی خبر نمبر ۷ مین دیگئی ہے خریدی گئی ہے چونکہ قادیان مین مشین کے ساری ضروریات یکدفعہ میسر نہین آتین اس لئے اس نمبر کے اشاعت مین دیر ہوئی ہے امید ہے کہ آئندہ ایسی دیر انشاء اللہ نہ ہوا کرے گی +

مین ان احباب کا بھی تہ دل سے شکر گذار ہون جنہون نے مجھے اس اثنائے مین استقلال اور استقامت کی تاکید سے بھرے ہوئے خطوط ارسال کئے اور بار بار لکھا کہ ہمت نہ ہارنا۔ مین ان کو یقین دلاتا ہون کہ خدا تعالی کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ وقت نہ آوے گا کہ مین ہمت ہار دون۔ مگر جسطرح سے مین یقین دلاتا ہون اوسیطرح البدر کے ناظرین کو چاہیئے کہ وہ مجھے یقین دلا دین کہ وہ بھی اس کی اشاعت اور استحکام کے ذریعہ تلاش کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین گے +

مین خدا تعالی کا بہت شکریہ کرتا ہون کہ اگرچہ مارچ کے مہینے مین البدر کی اشاعت قریبًا بالکل ہی بند رہی مگر تاہم اس کی خریداری اور نمونون کی درخواستین آتی رہین اور اب اس وقت اس کی اشاعت ۳۲۵ ہے اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ احمدی جماعت کو اس اخبار کی بہت ضرورت ہے کیونکہ باوجود اخبار کے دو دو ہفتہ تک شائع نہ ہونے کے پھر بھی درخواست آتی رہی اور مین خود اس امر کو محسوس کرتا ہون کہ اس حال مین جبکہ البدر کی چھپائی صفائی۔ لکھائی سب شے قابل اصلاح ہے یہ حالت ہے تو پھر اس حال مین جبکہ خدا کے فضل سے یہ تمام نقص رفع ہون گے اور اخبار وقت پر شائع ہوا کریگا تو احمدی جماعت کی توجہ کو یہ کس قدر اپنی طرف کھینچیگا +

بالآخر مین پھر ملتمس ہون کہ جہان تک ہو سکے میرے احباب اس کے ایسے خریدار پیدا کرنے مین ہرگز سست نہ ہون جو کہ پیشگی قیمت پر خریدین اور اخبار کی اشاعت ایکہزار ہو جاوے تاکہ مطبع کا ماہواری کام پورا ہو اور زیربار خرچ کا نہ ہونا پڑے + (ایڈیٹر)

مناجات از میان عطا محمد صاحب ڈنگوی کلرک اگزیمنر لاہور

یا الہی یا الہی یا اللہ
مین ہون بندہ تو میرا پروردگار
ہے بھروسہ مجکو تیری ذات پر
گرچہ ہون مین عاجز و زار و نزار
فضل تیرے پر نگاہ ہر آن ہے
کر منور میرا سینہ اے خدا
عشق دے اپنا مجھے اے ذو المنن
کر کرم اس ناتوان پر اے کریم
ہون مین عاصی مجھکو یارب بخشدے
مجکو دکھلا از رہ جود و عطا
دین و دنیا مین مجھے خورسند کر
رکھ مسیح احمدی کا اک غلام
گر حیات جاودان مجھکو عطا

مین ہون تیرا بندۂ پر از گناہ
ہین تیرے احسان مجھ پر بیشمار
ہر گھڑی ہر وقت ہر شام و سحر
بار عصیان ہین اٹھائے صد ہزار
جان میری تجھ پہ ہی قربان ہے
رحم فرما مجھ پہ اے رب الورا
تا کرون قربان تجھ پہ جان و تن
رحم فرما اے خداوند رحیم
بخشدے میرے گناہ سب بخشدے
راہ صبر و شکر و تسلیم و رضا
دشمنون کو زیر اور پابند کر
ہے یہ میری آرزو رب الانام
از طفیل سرور ہر دو سرا۔

الہام + ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء - فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اس لئے میری آنکھ لگ گئی جب اوٹھا تو یہ الفاظ زبان پر جاری تھے یا سنائی دیے - **طاعون کا دروازہ کھولا گیا** - معلوم ہوتا ہے کہ طاعون اب پیچھا نہین چھوڑتی +

انوار الاسلام پریس قادیان دار الامان مین منشی محمد افضل کے اہتمام چھپکر شائع ہوا۔